السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ایک امام صاحب ہر صاحب ہر فرض نماز کے بعد حسب رواج ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے سے گریز کرتے اور اسے بدعت تصور کرتے ہیں۔ آپ سے سوال ہے کہ کون سا طریقہ حدیث نبوی کے مطابق ہے ہمیشہ مروجہ دعا نہ مانگنا، یا ہمیشہ یا کبھی مانگ لینا اور کبھی چھوڑ دینا؟ جواب باصواب سے آگاہ فرمائیں۔ نیز یہ کہ آنحضرت ﷺ کا نماز کے بعد کیا طریق تھا؟ (سائل : عبدالرزاق بہاولنگر)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے زمانے کے علمائے اہل حدیث اس بارے میں مختلف ہیں، بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کسی فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر آمین کہی ہو، جیسا کہ آج کل عام رواج ہے۔ لہٰذا ان علمائے کرام کے نزدیک فرضوں کے بعد مروجہ دعا کا طریق بدعت ہے، جیسا کہ امام ابن القیم نے بھی لکھا ہے:

اما الدعاء بعد السلام مستقبل القبلة او المامومین فلم یکن ذلک من ھدیہ ﷺ اصلا ولا روی عنہ باسناد صحیح ولا حسن وعامة الادعیة المتعلقة بالصلوة إنما فعلھا وأمر بھا فیھا وھذا ھواللائق بحال المصلی فإنہ مقبل علی ربہ ینا جیہ مادام فی الصلوة۔ (إنتھی ملخصا من زادالمعاد ص ۲۵۷ ج ۱ بحث الدعاء بعد السلام من الصلوة)

''فرضوں کے بعد قبلہ رخ ہو کر یا نمازیوں کے طرف منہ کر کے دعا مانگنا آنحضرت ﷺ سے بالکل ثابت نہیں ہے۔ صحیح حدیث کے ساتھ اور نہ حسن حدیث کے ساتھ۔ کیونکہ اکثر متعدد دعائیں آپ ﷺ نے نماز کے اندر ہی مانگی ہیں اور نماز کے اندر ہی ان دعاؤں کے مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے نمازی نماز کی حالت میں اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اور اپنے اللہ سے مناجات کرتا ہے۔''

لیکن دوسرے علماء اس دعا کے جواز کے قائل ہیں اور مندرجہ ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہیں:

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِلَهِي وَإِلَهَ إِبْرَاهِيمَ، وَإِسْحَاقَ، وَيَعْقُوبَ، وَإِلَهَ جَبْرَائِيلَ، وَمِيكَائِيلَ، وَإِسْرَافِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِي، فَإِنِّي مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِي فِي دِينِي فَإِنِّي مُبْتَلًى، وَتَنَالَنِي بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّي مُذْنِبٌ، وَتَنْفِيَ عَنِّي الْفَقْرَ فَإِنِّي مُتَمَسْكِنٌ، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَرُدَّ يَدَيْهِ خَائِبَتَيْنِ اخرجہ الحافظ واللیلی قلت فی سندہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان القرشی قال فی المیزان إتھمہ احمد وقال النسائی وغیرہ لیس بثقة۔ (تحفة الاحوذی : ص ۲۴۶ ج ۱ باب ما یقول اذا سلم)

حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر یہ دعا پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو ناکام نہیں لوٹاتا۔ اس حدیث کا ایک راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمان جو سخت مجروح ہے، مولانا مبارک پوریؒ نے میزان الاعتدال سے بہت سے ائمہ حدیث کی اس پر سب جرحیں نقل فرمائی ہیں کسی ایک نے بھی توثیق نہیں کی ہے۔ علاوہ اس کے کہ ایسے مجروح راوی کی روایت کسی درجے میں بھی قبول نہیں کی جا سکتی۔ سوال میں مذکور طریق کا اس میں بھی ذکر نہیں۔ (ع، ح)

(۲) عن محمد یحیی السلمی (تقریب اور تہذیب میں اسلمی ہے۔ ع، ح) قال رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَرَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا، قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ»

(ذکرہ الحافظ الھیثمی فی مجمع الزوائد قال ورواہ الطبرانی وترجم لہ فقال محمد بن یحیی السلمی عن عبداللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات۔ (تحفة الاحوذی : ص ۲۴۵ ج ۱

محمد بن یحییٰ السلمی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے دیکھا جب وہ فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ بھائی آنحضرت ﷺ تو نماز سے فارغ ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔''

(۳) (عن ابی بکرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال سلوا اللہ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح غیر عماد بن خلد الواسطی وھو ثقة۔ (مجمع الزوائد ص ۱۳۰، ۱۲۹) کنز العمال : ص ۷۵ ج ۱

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے سیدھے ہاتھوں کے ساتھ دعا مانگا کرو اور الٹے ہاتھوں سے نہ مانگو۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام اور مقتدی فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں اور اس کو بدعت کہنا صحیح معلوم نہیں ہوتا ہے۔ تاہم اس کا التزام اور اس پر ہمیشگی بدعت ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اس دعا التزام ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ مذکورہ احادیث بھی چونکہ کچھ ضعیف ہی ہیں، اس لیے ان سے استحباب ثابت ہوتا ہے۔ جیسے کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اَلاستحباب یثبت بالضعیف لا بالموضوع۔ ہمارے حنفی بھائی اس دعا کو لازم سمجھے بیٹھے ہیں حالانکہ خود امام ابو حنیفہؒ اور حنفی فقہاء کے نزدیک فرضوں کے بعد مروجہ دعا مانگنا کوئی ضروری نہیں۔ جیسے البحر الرائق میں ہے:

(وَلَمْ يَذْكُرِ الْمُصَنِّفُ مَا يَفْعَلُهُ بَعْدَ السَّلَامِ وَقَدْ قَالُوا : إِنْ كَانَ إِمَامًا وَكَانَتْ صَلَاةٌ يَتَنَفَّلُ بَعْدَهَا فَإِنَّهُ يَقُومُ وَيَتَحَوَّلُ من مكانه يمينه اويساره اوخلفه والجلوس مستقبلا بدعة۔ (تحفة الاحوذی : ص۲۴۷ج ا

''اور نہیں ذکر کیا مصنف نے کہ امام سلام کے بعد کیا کرے۔ تاہم فقہاء کا خیال ہے جس نماز کے بعد نفل ہوں ان میں امام کھڑا ہوجائے اور دائیں بائیں پھر جائے اور قبلہ رخ بیٹھ رہنا بدعت ہے۔''

ایک مرتبہ اللہ اکبر، تین مرتبہ استغفر اللہ، آیت الکرسی اور تسبیح فاطمہ یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر وغیرہ پڑھا جائے۔

افسوس ہے ان اذکار مسنونہ کی پابندی پر تو توجہ نہیں دی جاتی اور تمام زور صرف مروجہ دعا پر ہی لگا دیا جاتا ہے۔ یہ بات صحیح ن ہیں، دعا اگر مانگنی ہو تو ان اذکار مسنونہ کے بعد مانگنی چاہیے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص368

محدث فتویٰ